مالیت کے قرآن مجید کے بلاک توڑ پھوڑ دیے تھے اور میں نے فخر الدین علی احمد صاحب صدر جمہوریہ ہند کو توجہ دلائی تھی، پھر کیا ہوا؟ میں نے کہا: صدر جمہوریہ ہند نے ریاستی حکومت کو توجہ دلائی۔ رنگ دالا یوسف سیٹھ چپکے سے اپنے وطن مارواڑ میں جاکر عرصہ تک روپوش رہا اور فخر الدین علی احمد صاحب کی رحلت کے بعد مارواڑ سے پھر حیدر آباد آگیا ہے۔

پھر میں نے کہا: مفتی صاحب! فالج اب لا علاج نہ رہا۔ کالی کٹ، کیرالا کے دواخانہ میں بہترین علاج ہوتا ہے۔ مجھے گٹھیا کی شکایت ہوئی تھی تو اسی دواخانہ میں شریک ہوا۔ ہفتہ بھر میں صحت یاب ہو کر بلدہ حیدر آباد آگیا۔ دہلی سے راست ٹرین مدراس جاتی ہے اور مدراس کے ویٹنگ روم میں شام تک ٹھہرے رہیں تو وہاں سے سرِ مغرب کیرالا جانے کا اکسپریس ملتا ہے اور صبح سویرے کالی کٹ پہونچا دیتا ہے۔ دہلی، مدراس اور کالی کٹ کے اسٹیشنوں پر بیماروں کی سہولت کی خاطر ڈھکیلنے والی کرسیاں موجود ہیں۔ انشاء اللہ آپ بھی کامل صحت یاب ہو جائیں گے۔ پھر مفتی صاحب نے میرے ڈاکٹریٹ کے مطبوعہ مقالہ اسلام کے معاشی نظریے کے جدید ایڈیشن سے متعلق دریافت کیا۔ میں نے کہا۔ مشرقِ وسطیٰ خصوصاً بغداد، دمشق، بیروت، حلب اور استنبول۔ قونیہ، بردصہ، ترکی کے کتب خانوں کی نایاب مخطوطوں سے بہت سا مواد اکٹھا کر لیا تھا اب تین سال قبل حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی تو مکہ معظمہ اور خصوصاً مدینہ منورہ کے کتب خانوں سے مزید مواد اکٹھا کر لیا ہے اور پورے مطبوعہ مقالہ کی نظر ثانی کر رہا ہوں اور مزید معاشی معلومات کا اضافہ کر رہا ہوں۔ آخر میں حضرت مفتی صاحب سے کہا: کہ پاکستان کے پبلشروں اور ناشروں نے بغیر علم و اطلاع اور بغیر اجازت میرے مقالہ کو چھاپ دیا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے خون اور ہڈیوں پر پاکستان کی تعمیر ہوئی اب بھی ان کا اخلاقی معیار ایسا ہے کہ رائلٹی تو کجا بغیر علم و اطلاع کتاب

چھاپ لیتے ہیں اور پھر ہندوستانی مطبوعات کا داخلہ عرصہ سے بند ہے۔ ایسے تمام ناشر جو بغیر اجازت ہندوستانی مطبوعات چوری سے چھاپتے ہیں، پاکستان اسلامی مملکت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو چوری سے چھاپنے والوں کے ہاتھ کاٹنے چاہئیں، جرمانہ کے علاوہ رائلٹی وصول کرنی چاہیے۔ یہ سُن کر حضرت مفتی صاحب مسکرانے لگے اور کہا: ڈاکٹر یوسف! پاکستان والوں نے ایک نہیں بلکہ بہت سی ندوۃ المصنفین دہلی کی کتابیں چھاپ لیں اور بطور رائلٹی ایک پیسہ نہیں دیا۔ اس کے بعد ہی اندر سے چائے بسکٹ اور پان آگئے۔ فارغ ہوتے ہی اٹھا لیکن مفتی صاحب نے کہا: عید ہی کا ہفتہ ہے اور جب آپ آتے ہی قدیم، نادر عربی کتابوں کا حال سُناتے ہو وہی میرے لیے عید کا دن ہے۔ غرض عطر دان آیا۔ مفتی صاحب نے خود ہی عطر دان آگے بڑھایا۔ عطر لے لیا اور خدا حافظ کہا۔ مفتی صاحب نے بھی ہاتھ ملایا اور فی امان اللہ کہا، مجھے کیا خبر تھی کہ یہ میری اُن سے آخری ملاقات ہے!

محترم حکیم عبدالحمید صاحب بھی مفتی صاحب کی طرح تپاک سے ملتے ہیں۔ چند سال قبل میں سمیت غذا کا شکار رہا اور پورے دو ماہ بے ہوش رہا تو غریب خانہ پہونچ گئے اور جب انھیں معلوم ہوا کہ صحت یاب ہو چکا ہوں تو بنگلور کا سفر ملتوی کر کے بلدہ حیدر آباد پہونچے اور کہا کہ مکّہ مسجد (بلدہ حیدر آباد) چلیں گے اور عالمگیر کے سفید تخت کے پاس دو رکعت شکرانہ ادا کریں گے۔ چند ماہ بیشتر اطلاع ملی کہ جناب حکیم عبدالحمید صاحب کی محل محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے، اپنے کرم فرما طبیب پر یہ سانحہ میرے لیے غمگین تھا۔ پھر حضرت مفتی صاحب کے انتقال کی خبر ملی تو گویا دل ہی بیٹھ گیا۔ مجھے سن کر اسٹروک ہوا۔ اور ماہ مئی موسم گرما میں جاڑا۔ بخار آنے لگا۔ تین روز تک بے ہوش اور ۱۵ دن تک نیم بے ہوش رہا۔ پھر پرانا مرض گٹھیا عود کر آیا۔ کئی ہفتہ تک صاحب فراش رہا۔ جرمن مرہم Bayoline بیولن خاکسار کے بھانجے ہلال مرتضیٰ سلمہٗ نے